١٣١٢هـ

تنزيه المكانة الحيدرية

عن وصمة عهد الجاهلية

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	۱۸۳	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	۲۸

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI
رضا
PRESS

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

تنزیہ المکانۃ الحیدریہ عن وصمۃ عہد الجاھلیہ ۱۳۱۲ھ

(زمانہ جاہلیت کے عیب سے مقامِ حیدری کی پاکی کا بیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۹ از بنارس کندی گڈھ ٹولہ مسجد بی بی راجی شفاخانہ مرسلہ مولوی حکیم عبدالغفور صاحب

۹ جمادی الاخری ۱۳۱۲ھ

بخدمت لازم البرکت، جامع معقول ومنقول، حاوی فروع واصول، جناب مولٰینا مولوی احمد رضا خاں صاحب مد اللہ فیضانہ (اللہ تعالٰی آپ کا فیضان ہمیشہ جاری رکھے۔ ت) ازجانب خادم الطلبہ عبدالغفور سلام علیک قبول باد، اس مسئلہ میں یہاں درمیان علماء کے اختلاف ہے لہذا مسئلہ ارسالِ خدمت لازم البرکت ہے امید کہ جواب سے مطلع فرمائیں۔

زید کہتا ہے کہ جناب علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہٗ چونکہ قبل از بلوغ ایمان لائے اور نہ پہلے بُت پرستی شرک وکفر وغیرہ کے آپ مبتلا ہوئے نیز بلحاظِ حدیث شریف،

www.alahazratnetwork.org

کل مولودٍ یولدُ علی الفطرۃ[1]۔ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے (ت)

یہ کہنا کہ آپ پہلے کافر تھے بعد ازاں مسلمان ہوئے صحیح نہیں، اور جملہ مذکور بہ نسبت آپ کے سُوئے ادب میں داخل ہے۔

عمرو کہتا ہے چونکہ اطفال تابع والدین کے ہوتے ہیں اور والدین آپ کے حالتِ کفر پر تھے، لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلے علی مرتضٰی کافر تھے بعد ازاں مسلمان ہوئے فقط۔ اس صورت میں زید کا قول صحیح ہے یا عمرو کا؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان فرمایئے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمد للہ الذی کرم وجہ علیّ المرتضٰی ؛ فلم یزل محظوظا منہ بعین الرضٰی ؛ والصلٰوۃ والسلام علی السید العلی الرضی الارضٰی ؛ شفیع المذنبین یوم فصل القضاء ؛ وعلٰی اٰلہ وصحبہ بعدد کل من یاتی ومضٰی ؛

اللہ کے نام سے شروع نہایت مہربان رحم والا۔ ساری تعریف اللہ کے لئے جس نے علی مرتضٰی کے چہرے کو عزت وکرامت بخشی تو وہ ہمیشہ اس کی رضا وخوشنودی سے بہرہ ور رہے۔ اور درود وسلام ہو بلند، پسندیدہ، پسندیدہ تر سردار، فیصلۂ قضا کے دن گنہگاروں کے شفیع پر اور اُن کی آل اور ان کے اصحاب پر تمام اگلے پچھلوں کی تعداد کے برابر۔ (ت)

قولِ زید حق وصحیح قولِ عمرو باطل وقبیح ہے۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) یہ تو ظاہر ومعلوم وثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الاسنٰی وقتِ بعثتِ سراپا برکت حضور پُرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فوراً مشرف بتصدیق وایمان ہوئے، اس وقت عمر مبارک حضرتِ مرتضوی آٹھ دس سال تھی اور بالیقین جو عاقل بچہ اسلام لائے

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ما قیل فی اولاد المشرکین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۵
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی ذراری المشرکین آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹۲
جامع الترمذی ابواب القدر باب ماجاء کل مولود یولد علی الملۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۳۶
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۳۳

www.alahazratnetwork.org

حکمِ اسلام میں مستقل بالذات ہے پھر کسی کی تبعیت سے اس پر حکمِ دیگر حلال نہیں۔

فی المواھب، کان سِنُّ عَلِیٍّ رضی اللہ تعالٰی عنہ اذ ذاک عشر سِنِین فیما حکاہ الطَّبَرِیّ اھ[1]

مواہب لدنیہ میں ہے، اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عمر دس سال تھی، جیسا کہ طبری نے ذکر کیا ہے اھ۔

قال الزرقانی: وھو قول ابنِ اسحٰق واقتصر المصنّف علیہ لقول الحافظ انہ ارجح الاقوال[2]

زرقانی نے فرمایا، یہی ابن اسحٰق کا بھی قول ہے، مصنف نے صرف اسی قول کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ سب سے راجح قول یہی ہے۔ (ت)

ورَوَی ابن سُفیٰن باسناد صحیح عن عُروۃ قال اسلم علیٌّ وھو ابن ثمان سنین وصدر بہ فی العیون[3] الخ۔

اور ابن سفین نے بسندِ صحیح حضرت عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے۔ عیون الاثر (لابن سید الناس) میں اسی قول کو پہلے ذکر کیا۔ (ت)

وفی ردِّ المُحتار، قولہ وسِنُّہٗ سبع وقیل ثمان وھو الصحیح، و اخرجہ البخاری فی تاریخہ عن عُروۃ۔ وقیل عشر اخرجہ الحاکم فی المستدرک۔ وقیل خمسۃ عشر وھو مردود و تمامُ ذٰلک مبسوط فی الفتح اھ[4]۔

ردالمحتار میں ہے، قولہ ان کی عمر سات سال تھی۔ اور کہا گیا کہ آٹھ سال تھی۔ یہی صحیح ہے، اسی کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت عروہ سے روایت کیا۔ اور کہا گیا کہ دس سال تھی، اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا —— اور کہا گیا کہ پندرہ سال تھی، یہ قول مردود و نامقبول ہے۔ پوری تفصیل فتح القدیر میں ہے اھ۔ (ت)

وفی نکاحہٖ عن احکام الصغار

ردالمحتار کتاب النکاح میں احکام الصغار

---

[1] المواہب اللدنیہ المقصد الاول اول من اٰمن المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۱۶

[2] و [3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ " " " دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۴۲

[4] ردّ المحتار کتاب الجہاد باب المرتد داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۰۷

www.alahazratnetwork.org

للاستروسنی انه قبل البلوغ تبع لابویه فی الدین مالم یصف الاسلام[1] قال: فافاد ان التبعیة لاتنقطع الا بالبلوغ او بالاسلام بنفسه و به صرح فی البحر[2] والمنح من باب الجنائز اھ۔

للاستروشنی سے نقل ہے: بچہ قبل بلوغ دین میں اپنے والدین کا تابع ہے جب کہ خود مسلمان نہ ہوا ہو، شامی نے کہا: افادہ فرمایا کہ یہ تبعیت بالغ ہونے یا خود اسلام لانے ہی سے ختم ہوتی ہے، اسی کی تصریح بحرالرائق اور منح الغفار باب الجنائز میں بھی ہے اھ (ت)

تو بعد بعثت تو اس خیال شنیع کی زنہار گنجائش نہیں بلکہ اس سے پیشتر بھی کہ جب قریش مبتلائے قحط ہوئے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابوطالب پر تخفیفِ عیال کے لئے امیرالمومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کو اپنی بارگاہِ ایمان پناہ میں لے آئے تھے کما ذکرہ ابن اسحٰق[2] فی سیرتہ (جیسا کہ اس کو ابن اسحٰق نے اپنی سیرت میں ذکر کیا۔ ت)

حضرت مولٰی نے حضور مولی الکل سیّدالرسل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کنارِ اقدس میں پرورش پائی، حضور کی گود میں ہوش سنبھالا، آنکھ کھلتے ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جمالِ جہاں آرا دیکھا، حضور ہی کی باتیں سُنیں، عادتیں سیکھیں، صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہ وبارک وسلم۔ تو جب سے اُس جنابِ عرفان مآب کو ہوش آیا قطعاً یقیناً رب عزّ وجلّ کو ایک ہی جانا، ایک ہی مانا۔ ہرگز ہرگز بُتوں کی نجاست سے اس کا دامنِ پاک کبھی آلودہ نہ ہوا۔ اسی لئے لقبِ کریم "کرّم اللہ تعالٰی وجہہ" ملا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

عہ ولفظہ: ولاتزول التبعیة الی البلوغ، نعم تزول التبعیة اذا اعتقد دینا غیردین ابویه اذا عقل الادیان فحینئذ صار مستقلاً۔[3]

ولفظہ: تبعیت بلوغ تک ختم نہیں ہوتی، ہاں اس وقت تبعیت ختم ہوجاتی ہے جب ادیان کی سمجھ رکھ کر اپنے ماں باپ کے دین کے علاوہ کسی دین کا معتقد ہوجائے اب وہ (تابع نہ رہا) خود مستقل ہوگیا۔ (ت)

---

[1] ردالمحتار کتاب النکاح باب نکاح الکافر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۹۴

[2] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ذکران علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اول ذکر اسلم الجرائین الاولین دارابن کثیر بیروت ص ۲۴۶

[3] بحرالرائق کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلوٰتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۱۹۰

www.alahazratnetwork.org

ذوالفضل المبین (یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے وہ نمایاں فضل والا ہے۔ ت)

اب رہ گئے صرف چند برس جو روزِ پیدائش سے بالکل ناسمجھی کے ہوتے ہیں جن میں بچہ نہ کچھ ادراک رکھتا ہے نہ سمجھ سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس عمر میں حقیقۃً تو کوئی بچہ کافر نہیں کہا جاسکتا کہ صدقِ مشتق قیامِ مبدء کو مستلزم۔ کفر تکذیب ہے، اور تکذیب بے ادراک وتمیز نامتصور بلکہ اس وقت تک ہر بچے کا دینِ فطری اسلام ہے کما نطقت بہ صحاح الاحادیث (جیسا کہ صحیح احادیث اس پر ناطق ہیں۔ ت)

ہاں جس کے والدین کافر ہوں اس پر ان کی تبعیت کا حکم کیا جاتا ہے جبکہ تبعیت متصور بھی ہو ورنہ نہیں، جیسے وہ بچہ جسے دارالاسلام میں اسیر کرلائیں اور اس کے کافر ماں باپ دارالحرب میں رہیں کہ بوجہِ اختلافِ دار تبعیتِ اَبَوَین منقطع ہوگئی، اب بہ تبعیتِ دار اُسے مسلم کہا جائیگا۔

فی جنائز الدر "صبی سُبِیَ مع احد ابویہ لایصلی علیہ لانہ تبع لہ ولو سُبِیَ بدونہ فمسلم تبعًا للدار او للسابی اھ[1] ملخصًا۔

درمختار کتاب الجنائز میں ہے: کوئی بچہ اپنے حربی والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ (دارالحرب سے) گرفتار کرکے (دارالاسلام میں) لایا گیا (اور مرگیا) تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ وہ (کافر حربی کے) تابع ہے۔ ہاں اگر تنہا گرفتار ہو تو دارالاسلام یا گرفتار کرنے والے کے تابع ہونے کے باعث مسلم ہے اھ ملخصًا۔ (ت)

عہ نتیجہ یہ نکلا کہ کفر بے ادراک وتمیز غیر متصور ہے۔ لہذا ناسمجھ بچہ کفر سے خالی ہوگا۔ جب کفر اس کے ساتھ قائم نہیں تو اس پر کافر کا اطلاق بھی درست نہیں کیونکہ کافر، کفر سے مشتق ہے اور کسی پر مشتق صادق ہونے کے لئے مصدر سے اس کا متصف ہونا لازم ہے جیسے لفظِ عالم کسی پر صادق آنے کے لئے علم سے اس کا متصف ہونا لازم ہے۔ لہذا بچہ جب مبدأ (کفر) سے خالی ٹھہرا تو اس پر مشتق (کافر) کا اطلاق بھی نہیں ہوسکتا ۱۲ محمد احمد مصباحی۔

---

[1] الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ باب صلوٰۃ الجنازۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۳

www.alahazratnetwork.org

وفی نکاحہ : الولد یتبع خیر الابوین دیناً ان اتحدت الدار[1] الخ۔

درمختار کتاب النکاح میں ہے : باعتبارِ دین ماں باپ میں سے جو بہتر ہو بچہ اُسی کا تابع ہوتا ہے اگر دار ایک ہو الخ (ت)

جب یہ امر مُنقّح ہو لیا اب یہاں اس نِرے ناسمجھ کی عمر پر بھی یہ ناگوار و ناسزا خیال، دو امر کے ثبوتِ کافی کا محتاج :

امر اوّل حضرت فاطمہ[1] بنت اسد رضی اللہ تعالٰی عنہا اور ابوطالب دونوں کا اس وقت تک کافر ہونا کہ ان میں ایک بھی مُوحِد ہو تو بچہ اس کی تبعیت سے موحد کہا جائے گا کافر کی تبعیت ہرگز نہ کرے گا لما نصّوا علیہ قاطبۃ من ان الولد یتبع خیر الابوین دیناً[2] (کیونکہ تمام علماء نے نص فرمایا کہ ماں باپ میں سے باعتبارِ دین جو بہتر ہو بچہ اسی کے تابع ہوتا ہے۔ ت)

امر دوم اس وقت حکمِ تبعیت صادق و ثابت ہونا۔

ان دو امر سے اگر ایک بھی پایۂ ثبوت سے ساقط رہے گا تو یہ بیہودہ خیال، خیال کرنیوالے کے مُنہ پر مارا جائے گا، مگر مولٰی علی کے رب جلّ وعلا کو حمد و ثنا ہے کہ بفضلہٖ تعالٰی ان دو میں سے ایک بھی ثابت نہیں۔

اوّلاً اہلِ فترت جنھیں انبیاء اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہم کی دعوت نہ پہنچی تین قسم ہیں :

اوّل مُوحِد جنھیں ہدایت ازلی نے اس عالمگیر اندھیرے میں بھی راہِ توحید دکھائی جیسے قس بن ساعدہ[2] و زید بن عمرو بن نفیل و عامر بن الظرب عدوانی و قیس بن عاصم تمیمی و صفوان

---

[1] حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہٗ کی والدہ ماجدہ جو صحابیہ ہوئیں ۱۲ محمد احمد

[2] یہ دونوں مقبول بندے زمانۂ جاہلیت میں نہ صرف مُوحِد تھے بلکہ پیش از بعثتِ محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعثتِ شریفہ پر بھی ایمان رکھتے۔ قس نے بازارِ عکاظ کے خطبے میں اپنی قوم سے فرمایا : عنقریب ادھر سے ایک حق ظاہر ہونے والا ہے۔ اور مکہ کی طرف اشارہ کیا، لوگوں نے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

---

[1] و [2] الدرالمختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۲۱۰

www.alahazratnetwork.org

بن ابی امیہ کنانی و زہیر بن ابی سلمٰی شاعر وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم۔[1]

دوم مشرک کہ اپنی جہالتوں ضلالتوں سے غیر خدا کو پوجنے لگے، جیسے کہ اکثر عرب۔

سوم غافل کہ براہ سادگی یا انہماک فی الدنیا انھیں اس مسئلہ سے کوئی بحث ہی نہ ہوئی، بہائم کے مثل زندگی کی۔ اعتقادیات میں نظر سے غرض ہی نہ رکھی یا نظر وفکر کی مہلت نہ پائی۔ بہت زنان (عورتوں) وچوپایوں واہلِ بوادی (صحرا جنگل والوں) کی نسبت یہی مظنون (گمان) ہے۔

قال العلامۃ الزرقانی: ومن جاھلیۃ عم الجھل فیھا شرقًا وغربًا

علامہ زرقانی نے کہا: ایسا عہد جاہلیت جس میں مشرق ومغرب ہر طرف جہالت عام ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کہا وہ حق کیا ہے؟ کہا: لوی بن غالب کی اولاد سے ایک مرد کہ تمھیں کلمۂ اخلاص اور ہمیشہ کے چین اور دائمی نعمت کی طرف دعوت فرمائیگا تم اس کی بات ماننا، اگر میں جانتا کہ اس کی بعثت تک زندہ رہوں گا تو سب سے پہلے میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا۔ رواہ ابونعیم فی دلائل النبوۃ[2] عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما (اس کو ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں، مجھ سے زید بن عمرو نے کہا میں اپنی قوم کا مخالف اور دین ابراہیم واسمٰعیل کا تابع ہوا، وہ دونوں بتوں کو نہ پوجتے اور اس قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے، میں اولادِ اسمٰعیل سے ایک نبی کے انتظار میں ہوں مگر میرے خیال میں اس کا زمانہ نہ پاؤں گا میں اس پر ایمان لاتا ہوں، میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی ہے، اے عامر! اگر تمھاری عمر وفا کرے تو انھیں میرا اسلام پہنچانا۔ عامر فرماتے ہیں: جب میں نے حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے زید کا یہ قصہ بیان کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا: میں نے اسے دیکھا کہ جنت میں دامن کشاں سیر کر رہا ہے۔ رواہ ابن سعد[3] والفاکھی عنہ، رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲ منہ غفر لہ (اس کو ابن سعد اور فاکہی نے عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول باب فاقۃ مما یتعلق بابویہ صلی اللہ علیہ وسلم دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۸۳

[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابی نعیم فی دلائل النبوۃ المقصد الاول دار المعرفت بیروت ۱/۱۸۲

[3] " " " " " " بحوالہ ابن سعد والفاکہی " " " ۱/۱۸۳

www.alahazratnetwork.org

وفقد فیھا من یعرف الشرائع ویبلغ الدعوۃ علٰی وجھھا الانفرا یسیرا من احبار اھل الکتاب مفرقین فی اقطار الارض کالشام وغیرھا واذا کان النساء الیوم مع فشو الاسلام شرقا وغربا لایدرین غالب احکام الشریعۃ لعدم مخالطتھن الفقھاء، فما ظنک بزمان الجاھلیۃ والفترۃ الذی رجالہ لایعرفون ذٰلک فضلا عن نسائہ، ولذا لما بعث صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تعجب اھل مکۃ وقالوا ابعث اللہ بشرا رسولا، وقالوا لوشاء ربنا لانزل ملٰئکۃ، وربما کانوا یظنون ان ابراھیم علیہ السلام بعث بما ھم علیہ فانھم لم یجدوا من یبلغھم شریعتہ علٰی وجھھا لدثورھا وفقد من یعرفھا اذ کان بینھم وبینہ ازید من ثلٰثۃ الاف سنۃ، قالہ فی مسالک الحنفاء والدرج المنیفۃ[1] اھ باختصار۔

احکامِ شریعت جاننے والے اور صحیح طور سے دعوت کی تبلیغ کرنے والے ناپید ہیں، صرف چند علماء اہلِ کتاب ہیں جو اطرافِ زمینِ شام وغیرہ میں منتشر ہیں ــــ اور آج جبکہ اسلام شرق وغرب میں پھیل چکا ہے عورتوں کا یہ حال ہے کہ اکثر احکامِ شرع سے بے خبر رہتی ہیں کیونکہ علماء سے ان کا ربط اور وابستگی نہیں۔ پھر عہدِ جاہلیت اور زمانۂ فترت کی عورتوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جبکہ عورتیں درکنار مرد بھی ان سب سے ناآشنا ہوتے تھے، اسی لئے تو جب رسولِ خدا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو اہلِ مکہ کو تعجب ہوا، بولے: کیا اللہ نے کسی انسان کو رسول بنا کر مبعوث کیا ہے؟ اور بولے: اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے اتارتا۔ وہ تو یہاں تک سمجھا کرتے تھے کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں اُن ہی باتوں کو لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے، اس غلط خیالی کی یہی وجہ تھی کہ شریعتِ ابراہیمی کو صحیح طور سے کوئی پہنچانے والا ہی ان کو نہ ملا، کیونکہ اس کے نشانات مٹ گئے تھے اور اس کے جاننے والے بھی ناپید ہو چکے تھے، اس لئے کہ ان اہلِ مکہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان تین ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ تھا۔ یہ مسالک الحنفاء اور الدرج المنیفہ میں فرمایا گیا ہے[1] اھ باختصار (ت)

[1] شرح الزرقانی علی مواہب اللدنیۃ المقصد الاول باب وفاۃ امہ وما یتعلق بابویہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۸۴

www.alahazratnetwork.org

جماہیر ائمہ اشاعرہ رحمہم اللہ تعالٰی کے نزدیک جب تک بعثتِ اقدس حضور خاتم النبیین صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوکر دعوتِ الٰہیہ انھیں نہ پہنچی یہ سب فرقے ناجی وغیر معذب تھے

لقولہ تعالٰی وماکنّا معذبین حتی نبعث رسولا[1]

اللہ تعالٰی کے اس قول کے مطابق ؛ ہم عذاب فرمانے والے نہ تھے یہاں تک کہ بھیج لیں رسول۔

(والجواب بتعمیم الرسول العقل اوتخصیص العذاب بعذاب الدنیا خلاف الظاھر فلا یصار الیہ الا بموجب و لا موجب اقول بلٰی احادیث صحیحۃ صریحۃ کثیرۃ بشیرۃ ناطقۃ بعذاب بعض اھل الفترۃ کعمرو بن لحی وصاحب المحجن و غیرھما وبہ علوات ردّھا بجعلھا معارضۃ للقطعی کما صدر عن العلامۃ الابی والامام السیوطی و کثیر من الاشعریۃ لاسبیل الیہ فان قطعیۃ الدلالۃ غیر مسلم فلا یھجم بمثل ذٰلک علٰی ردّ الصحاح والکلام

(اشاعرہ کے جواب میں یہ کہنا کہ رسول سے مراد عام ہے خواہ انسان ہو یا عقل یا یہ کہ عذاب سے مراد صرف عذابِ دنیا ہے (یعنی جب تک ہم کوئی رسول نہ بھیج لیں دنیا میں عذاب نہیں دیتے اور عذابِ آخرت دعوتِ رسول پہنچے بغیر بھی ہوسکتا ہے) یہ (تاویل) خلافِ ظاہر ہے جس کی طرف رجوع کا کوئی موجب نہیں۔ اقول کیوں نہیں بہت ساری صحیح صریح حدیثیں بعض اہلِ فترت کے عذاب (دنیاوی) پر ناطق ہیں جیسے عمرو بن لحی اور ٹیڑھے ڈنڈے والا آدمی (جو اپنے ڈنڈے سے لوگوں کی چیزیں اُچک کر چُرالیتا تھا) اور اُن دونوں کے علاوہ ——— اس بیان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان صحیح حدیثوں کو رَد کرنے کی کوئی وجہ نہیں یہ کہتے ہوئے کہ یہ احادیث نص قطعی کے خلاف ہیں جیسا کہ علامہ اُبی، امام سیوطی اور بہت سے اشعریہ نے یہی کہہ کر رَد کردیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس معنٰی پر آیت کی دلالت

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۱۵

www.alahazratnetwork.org

ھٰھنا طویل لیس ھذا موضعہ ولا نحن بصددہ۔)

قطعی ہونا مسلّم نہیں تو پھر غیر قطعی الدلالۃ نص سے احادیث صحیحہ کے رَد کا ارتکاب نہیں کیا جا سکتا۔ کلام یہاں پر طویل ہے جس کا یہ محل نہیں اور نہ ہی یہاں پر ہمارا مقصود ہے ۱۲ مترجم)

خصوصًا جُہّالِ عرب جنھیں قرآن عظیم جا بجا اُمّی و جاہل و بے خبر و غافل بتا رہا ہے، صاف ارشاد ہوتا ہے:

تنزیل العزیز الرحیم ○ لتنذر قومًا ما انذر اٰباؤھم فھم غٰفلون[1] ○

اتارا ہُوا زبردست مہر والے کا کہ تُو ڈرائے ان لوگوں کو کہ نہ ڈرائے گئے ان کے باپ دادا تو وہ غفلت میں ہیں۔

اور خود ہی ارشاد ہوتا ہے:

ذٰلک ان لم یکن ربک مھلک القرٰی بظلم و اھلھا غٰفلون[2] ○

یہ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں کو ہلاک کرنے والا نہیں ظلم سے جب کہ ان کے رہنے والے غفلت میں ہوں۔

قلت ای وھذا وان کان ظاھرًا فی عذاب الدنیا و عذاب الاٰخرۃ منتف بالفحوٰی فان الملک الکریم الذی لم یرض للغافل بعذاب منقطع لایرضٰی بعذاب دائم من باب اَولٰی **اقول** لکن الغفلۃ انما ھی علٰی امر الرسالۃ والنبوت والسمعیات کبعث وغیرہ، وقد قلنا بموجبھا فی ذٰلک۔ امّا التوحید فلا غفلۃ عنہ مع وضوح الدلائل وکفایۃ العقل

قلت یہ آیت اگرچہ غفلت والے سے عذابِ دنیا کی نفی میں ظاہر ہے اور عذابِ آخرت کی نفی مفہوم سے ہو جاتی ہے کیونکہ جس بادشاہِ کریم نے غافل کے لئے دنیا کا فانی عذاب پسند نہ کیا وہ آخرت کا دائمی عذاب بدرجۂ اَولٰی پسند نہ فرمائیگا **اقول** لیکن یہ وہ غفلت ہے جو رسالت، نبوت اور سمعی عقائد بعث وغیرہ کے باب میں ہو اور اس باب میں مُوجِبِ غفلت پائے جانے کے ہم قائل ہیں لیکن توحید سے غفلت کا کوئی موجب نہیں جب کہ اس کے دلائل واضح ہیں اور عقل اسکی

---

[1] القرآن الکریم ۳۶/ ۵ و ۶

[2] القرآن الکریم ۶/ ۱۳۱

www.alahazratnetwork.org

وقد قال اللہ تعالٰی، قل لمن الارض ومن فیھا ان کنتم تعلمون ○ سیقولون للہ ط قل افلا تذکرون ○ قل من رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم ○ سیقولون للہ ط قل افلا تتقون ○ قل من بیدہ ملکوت کل شیٔ وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون ○ سیقولون للہ ط قل فانّٰی تسحرون[1] ○ وقال تعالٰی: ولئن سالتھم من خلق السمٰوٰت والارض وسخر الشمس والقمر لیقولن اللہ ج فانّٰی یؤفکون[2] ○ ۔ الٰی غیر ذٰلک من الاٰیات ۔ کلّ ذٰلک مع قولہ عزمن قائل ۔ ان تقولوا انما انزل الکتٰب علٰی طائفتین من قبلنا وان کنّا عن دراستھم لغٰفلین[3] ○ فافھم۔

رہنمائی کے لئے کافی ہے۔ باری تعالٰی کا ارشاد ہے، تم فرماؤ کس کی ہے زمین اور جو اس میں ہیں اگر تم جانتے ہو؟ بولیں گے اللہ کی۔ تم فرماؤ پھر تم کیوں دھیان نہیں دیتے؟ تم فرماؤ کون ہے ساتوں آسمانوں کا مالک اور بڑے عرش کا مالک؟ بولیں گے، یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ فرماؤ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟ تم فرماؤ کون ہے جس کے ہاتھ ہر چیز کا اقتدار ہے اور وہ پناہ دینے والا ہے اور اس کے خلاف پناہ نہیں دی جاسکتی اگر تم جانتے ہو؟ بولیں گے یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ فرماؤ پھر تم کس جادو کے فریب میں پڑے ہو۔ اور ارشاد باری ہے اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند، تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔ پھر کہاں اوندھے جاتے ہیں؟۔ اور ان کے علاوہ آیات۔ ساتھ ہی یہ ارشاد بھی ہے، کبھی تم کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے کے دو گروہوں پر نازل کی گئی تھی اور ہم اس کے پڑھنے پڑھانے سے غافل تھے، غور کیجئے۔ (ت)

ائمہ ماتریدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ائمہ بخارا وغیرہم بھی اسی کے قائل ہوئے۔ امام محقق

---

[1] القرآن الکریم ۲۳/ ۸۴ تا ۸۹

[2] " " ۲۹/ ۶۱

[3] " " ۶/ ۱۵۶

www.alahazratnetwork.org

کمال الدین ابن الہمام قدس سرہٗ نے اسی کو مختار رکھا۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:

قال ائمۃ بخارٰی عندنا لا یجب ایمان ولا یحرم کفر قبل البعثت کقول الاشاعرۃ[1]۔

ائمہ بخارا نے اشاعرہ کی طرح فرمایا، ہمارے نزدیک قبل بعثت وجوبِ ایمان اور حرمتِ کفر دونوں نہیں۔ (ت)

فواتح الرحموت میں ہے:

عند الاشعریۃ والشیخ ابن الہمام لایؤاخذون ولو اتوا بالشرک والعیاذ باللہ تعالٰی[2]۔

اشعریہ اور شیخ ابن الہمام کے نزدیک ان سے مواخذہ نہیں اگرچہ مرتکبِ شرک ہوں، والعیاذ باللہ تعالٰی۔ (ت)

حاشیہ طحطاویہ علی الدر المختار میں ہے:

اھل الفترۃ ناجون ولو غیروا وبدلوا علٰی ماعلیہ الاشاعرۃ وبعض المحققین من الماتریدیۃ ونقل الکمال فی التحریر عن ابن عبد الدولۃ انہ المختار لقولہ تعالٰی، وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا ـــــ وما فی الفقہ الاکبر من ان والدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماتا علی الکفر فمدسوس علی الامام[3] الخ۔

اہلِ فترت ناجی ہیں اگرچہ تغییر و تبدیل کے مرتکب ہوں۔ اس پر اشاعرہ اور بعض محققینِ ماتریدیہ ہیں۔ کمال ابن ہمام تحریر میں ابن عبد الدولہ سے ناقل ہیں کہ یہی مختار ہے کیونکہ ارشاد باری تعالٰی ہے، ہم عذاب فرمانے والے نہیں جب تک کہ کوئی رسول نہ بھیج لیں ـــــ اور فقہ اکبر میں جو ہے کہ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے والدین نے حالتِ کفر میں انتقال کیا تو یہ مصنفِ فقہ اکبر امام اعظم پر دسیسہ کاری ہے۔ (ت)

اس قول پر تو ظاہر کہ اہلِ فترت کو تا زمانِ فترت کافر نہ کہا جائے گا کہ وہ ناجی ہیں، اور کافر ناجی نہیں۔ تو شکل ثانی نے صاف نتیجہ دیا کہ وہ کافر نہیں۔

وعلٰی ھذا استدل بہ السید العلامۃ

اسی بنیاد پر اس سے سید علامہ طحطاوی نے

---

[1] منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر معنی قرب الباری الخ دار البشائر الاسلامیہ بیروت ص ۳۰۷

[2] فواتح الرحموت بذیل المستصفی المقالۃ الثانیہ الباب الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/۲۹

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۲/۸۰

www.alahazratnetwork.org

علیٰ نزھۃ الابوین الشریفین عن الکفر۔ رضی اللہ تعالٰی عنھما وعن کل من احب اجلالھما اجلالا لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

والدین کریمین کے کفر سے منزّہ ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہوا اور ہر اس شخص سے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اکرام کی خاطر ان کا اکرام پسند کرے۔ (ت)

ولہٰذا ائمہ اشاعرہ میں کوئی انھیں مسلم کہتا ہے کوئی معنی مسلم میں۔

قال الزرقانی "ثم اختلفت عبارۃ الاصحاب فیمن لم تبلغہ الدعوۃ فاحسنھا من قال انہ ناج، وایاھا اختار السبکی، ومنھم من قال علی الفترۃ، ومنھم من قال مسلم قال الغزالی والتحقیق ان یقال فی معنٰی مسلم۔"[1]

زرقانی نے فرمایا: پھر اصحاب (ائمہ رحمہم اللہ) کی عبارتیں اس کے بارے میں مختلف ہوگئیں جسے دعوت نہ پہنچی سب سے عمدہ عبارت اس کی ہے جس نے کہا کہ وہ ناجی ہے۔ اسی کو امام سبکی نے اختیار کیا، کسی نے کہا وہ فترۃ پر ہے، کسی نے کہا مسلم ہے۔ امام غزالی نے فرمایا کہ تحقیق یہ ہے کہ اسے معنی مسلم میں کہا جائے۔ (ت)

اس طور تو خود ابوطالب پر حکم کفر اس وقت سے ہوا جب بعد بعثتِ اقدس تسلیم و اسلام سے انکار کیا، اور یہ وقت وُہ تھا کہ حضرت مولٰی علی کرم اللہ وجہہ الاسنٰی خود اسلام لاکر حکمِ تبعیت سے قطعاً منزّہ ہوچکے تھے وللہ الحمد۔

بعض علماء قائلِ تفصیل ہُوئے کہ اہلِ فترت کے مشرک معاقَب اور مُوحِّد و غافل مطلقاً ناجی۔ یہ قول اشاعرہ سے امامین جلیلین نووی و رازی رحمہما اللہ تعالٰی کا ہے۔

وتعقبہ الامام الجلال السیوطی فی رسائلہ فی الابوین الکریمین

اس قول کا امام جلال الدین سیوطی نے اسلام والدین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے متعلق اپنے

عہ ھکذا ھو فی نسختی بالتاء ویتراءی لی انہ "الفطرۃ" بالطاء ۱۲ منہ۔

(اعلٰحضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) میرے نسخہ میں اسی طرح تا سے ہے میرا خیال ہے کہ یہ طا کے ساتھ "فطرۃ" ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول باب وفاۃ امہ الخ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۷۲

www.alahazratnetwork.org

رضی اللہ تعالٰی عنہما بما یرجع الی القول بالامتحان۔ والعلامۃ ابو عبد اللہ محمد بن خلف الابی فی اکمال الاکمال شرح صحیح مسلم کما نقل کلامہ فی المواھب۔ اقول لکنہ عاد، اٰخر الی تسلیمہ حیث قال اولاً "لما دلت القواطع علی انہ لا تعذیب حتی تقوم الحجۃ علینا انہم غیر معذبین[1]" ثم استشعر ورود الاحادیث وقسمھم اٰخر الکلام الی موحد و مبدل و غافل، ثم قال فیحمل من صح تعذیبہ علی اھل القسم الثانی لکفرھم بما تعدوا بہ من الخبائث، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی قد سمّٰی جمیع ھٰذا القسم کفارًا و مشرکین۔ فانا نجد القراٰن کلما حکٰی حال احد سجل علیھم بالکفر والشرک، کقولہ تعالٰی "ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ" ثم قال اللہ تعالٰی ولکن الذین کفروا

رسائل میں تعاقب کیا ہے جس کا مآل یہ ہے کہ پہلے اہلِ فترت کا امتحان (پھر فیصلہ) علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلف ابی مالکی نے بھی اکمال الاکمال شرح صحیح مسلم میں قول مذکور کا تعاقب کیا ہے جیسا کہ مواہبِ لدنیہ میں ان کا کلام منقول ہے، اقول مگر آخر میں چل کر انھوں نے اس قول کو تسلیم کرلیا ہے اس طرح کہ پہلے فرمایا کہ جب قطعی نصوص نے بتایا کہ حجت قائم ہوئے بغیر عذاب نہ دیا جائے گا تو ہم نے جانا کہ ان پر عذاب نہ ہوگا۔ پھر انھیں خیال پیدا ہوا کہ تعذیب کے بارے میں تو حدیثیں بھی وارد ہیں تو آخر کلام میں اہلِ فترت کو انھوں نے تین قسموں موحد، مبدل اور غافل میں تقسیم کیا۔ پھر فرمایا کہ جن کی تعذیب کی صحت ثابت ہے انھیں قسم ثانی والوں پر محمول کیا جائیگا اس لئے کہ وہ اپنے بُرے افکار و اعمال کے ذریعہ حد سے تجاوز کرنے کے باعث کافر ہوئے اور اللہ تعالٰی نے اس قسم کے سارے لوگوں کو کفار و مشرکین کے نام سے موسوم کیا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن ان میں سے جب کسی کا حال بیان فرماتا ہے تو صاف صاف ان کے کافر و مشرک ہونے کا حکم ثبت فرمادیتا ہے جیسے یہ ارشادِ باری ہے: اللہ نے مقرر نہ کیا بحیرہ (کان چرا) اور سائبہ۔ پھر یہ ارشاد ہے:

---

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول قضیۃ نجاۃ والدیہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۷۹

www.alahazratnetwork.org

یفترون علی اللہ الکذب ط و اکثرھم لا یعقلون[1] الخ فھذا کما ترٰی رجوع الی ما قالہ ھٰذان الامامان من تعذیب من اشرک منھم۔ **اقول** وفی استدلالہ بالاٰیۃ خفاء ظاھر اذ لیست نصًّا فی ان المراد بھم من اخترع ذٰلک من اھل الفترۃ بل الکفار لمّا تدینوا بتلک الاباطیل سجل علیھم بانھم یفترون علی اللہ الکذب ــــ و بالجملۃ فمفاد الاٰیۃ ان الکافرین یفترون لا ان المفترین کلّھم کافرون، حتّٰی یکون تسجیلا علٰی کفر اھل الفترۃ۔

لیکن جن لوگوں نے کفر کیا وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ان میں سے اکثر بے عقل ہیں الخ۔ تو یہ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اسی کی طرف رجوع ہے جو امام نووی و امام رازی نے فرمایا کہ اہلِ فترت کے مشرکوں پر عذاب ہوگا ــــ

اقول (میں کہتا ہوں) ہاں علامہ اُبی نے آیتِ مذکورہ سے جو استدلال کیا ہے اس میں کھلا ہُوا خفا ہے کیونکہ آیت اس بارے میں نص نہیں ان سے اہلِ فترت ہی کے (بحیرہ وغیرہ کا) اختراع کرنیوالے مراد ہیں، بلکہ کفار نے جب ان باطل چیزوں کو اپنے دینِ اعتقاد میں داخل کرلیا تو ان کے بارے میں یہ حکم ثبت فرمایا کہ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ــــ حاصلِ کلام یہ کہ آیت کا مفاد یہ ہے کہ کافرین افترا کرتے ہیں، نہ یہ کہ سارے افترا کرنے والے کافر ہیں کہ اہلِ فترت کے کفر کی تصریح ہو۔ (ت)

ردالمحتار میں یہی قول ائمہ بخارا کی طرف نسبت کیا:

علی خلاف ما قدمنا عن القاری والطحطاوی و بحر العلوم رحمھم اللہ تعالٰی، حیث قال "نعم البخاریون من الماتریدیۃ وافقوا الاشاعرۃ، وحملوا قول الامام، لا عذر لاحد فی الجھل بخالقہ، علٰی ما بعد

اس کے برخلاف جو پہلے ہم نے مولانا علی قاری، طحطاوی اور بحرالعلوم رحمہم اللہ تعالٰی سے نقل کیا، علامہ شامی نے اس طرح فرمایا کہ ہاں ماتریدیہ میں سے ائمہ بخارا اشاعرہ کے موافق ہوئے انھوں نے امام اعظم کے قول "اپنے خالق سے جاہل رہنے میں کسی کے لئے کوئی عذر نہیں" کو

---

[1] المواہب اللدنیۃ المقصد الاول قضیۃ نجاۃ والدہ صلی اللہ علیہ وسلم المکتب الاسلامی بیروت ۱/۱۸۱

www.alahazratnetwork.org

البعثة ، واختارہ المحقق ابن الہمام فی التحریر۔ لکن ھذا فی غیر من مات معتقدا الکفر۔ فقد صرح النووی والفخر الرازی بان من مات قبل البعثۃ مشرکا فھو فی النار ، وعلیہ حمل بعض المالکیۃ ما صح من الاحادیث فی تعذیب اھل الفترۃ الخ[1]"

مابعد بعثت پر محمول کیا۔ اسی کو محقق ابن الہمام نے تحریر میں اختیار کیا۔ لیکن یہ قول جو لوگ کفر کا عقیدہ رکھتے ہوئے مرگئے ان کے علاوہ کے بارے میں ہے۔ امام نووی اور فخر الدین رازی نے تصریح فرمائی ہے کہ جو قبل بعثت حالتِ شرک میں مرگئے جہنم میں ہوں گے۔ اسی پر بعض مالکیہ نے تعذیب اہلِ فترت سے متعلق احادیث صحیحہ کو محمول کیا ہے۔ (ت)

جمہور ائمہ ماتریدیہ قدست اسرارھم کے نزدیک اہلِ فترت کے مشرک[1]، معاقب۔ موحد[2]، ناجی۔ غافلوں میں جس نے مہلتِ فکر و تامل نہ پائی، ناجی۔ پائی[3]، معاقب۔

وھو المؤید بما نقل عن امام المذھب رضی اللہ عنہ من قولہ لاعذر لاحد[2] الخ۔ وحمل البخاریین لایجری فی قولہ الاٰخر فیما نُقِلَ عنہ وانّہ لولم یبعث اللہ رسولا لوجب علی الخلق معرفتہ بعقولھم لکن اوّلہ المحقق بحمل الوجوب علی العرفی۔ ای لکان ینبغی لھم ذٰلک۔ اقول ویرد علٰی ظواھر ھٰذہ الاقوال جمیعا احادیث الامتحان وھی صحیحۃ

یہی قول تائید یافتہ ہے اس سے جو امام مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ہے کہ کسی کے لئے اپنے خالق سے جاہل رہنے میں کوئی عذر نہیں الخ اور اہلِ بخارا کا بعد بعثت والوں پر اس قول کو محمول کرنا امام سے منقول اس دوسرے قول میں نہ چل سکے گا کہ اگر اللہ تعالٰی کوئی رسول نہ مبعوث فرماتا تو بھی مخلوق پر اپنی عقلوں کے ذریعہ خالق کی معرفت واجب ہوتی۔ لیکن محقق ابن الہمام نے اسے وجوب عرفی پر محمول کرکے تاویل کی ہے یعنی ان کے لئے یہی مناسب ہوتا۔ اقول ان تمام اقوال کے ظاہر پر احادیثِ امتحان سے اعتراض وارد

---

[1] ردالمحتار کتاب النکاح باب نکاح الکافر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۸۶
[2] ردالمحتار " " " " " " " " " " " " " " "

www.alahazratnetwork.org

كثيرة ولا تردّ ولا ترام وقد عدّ السيوطي جملة منها قال "والمصحح منها ثلثة۔

29

الاول حديث الاسود بن سريع و ابی هريرة معًا مرفوعًا اخرجه احمد وابن راهويه والبيهقي وصححه وفيه واما الذی مات فی الفترة فيقول رب ما اتانی لك رسول، فيأخذ مواثيقهم ليطيعنه، فيرسل اليهم ان ادخلوا النار، فمن دخلها كانت عليه بردًا وسلامًا ومن لم يدخلها سُحِبَ اليها[1]

والثانی حديث ابی هريرة موقوفًا، وله حكم الرفع لانّ مثله لايقال من قبل الرأی۔ اخرجه عبد الرزاق وابن جرير وابن ابی حاتم وابن المنذر فی تفاسيرهم، اسناده صحيح علی شرط الشيخين[2]

والثالث حديث ثوبان مرفوعًا، اخرجه البزار والحاكم فی المستدرك وقال صحيح علی شرط الشيخين، واقره الذهبی الخ[3]

ہوگا۔ اور یہ حدیثیں صحیح بھی ہیں کثیر بھی۔ اس قابل نہیں کہ رَد کی جائیں یا انھیں رَد کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ امام سیوطی نے ان میں کچھ حدیثیں شمار کرائی ہیں، فرمایا کہ ان میں تصحیح یافتہ تین ہیں:

اوّل: اسود بن سریع اور ابوہریرہ دونوں حضرات کی حدیثِ مرفوع، جس کی تخریج امام احمد اور ابن راہویہ اور بیہقی نے کی ہے۔ اور بیہقی نے اسے صحیح بھی کہا ہے۔ اس حدیث میں ہے: لیکن وہ جو فترت میں مرگیا تو عرض کرے گا خداوندا! میرے پاس تیرا کوئی رسول نہ آیا۔ تو اُن سے عہد و پیمان لے گا کہ اب ضرور اس کا حکم مانیں گے۔ تو انھیں پیغام بھیجے گا کہ دوزخ میں داخل ہوجاؤ، جو داخل ہوگا اس پر ٹھنڈک اور سلامتی ہوجائے گی۔ جو نہ داخل ہوگا اسے گھسیٹ کر لایا جائے گا۔

دوم: حضرت ابوہریرہ کی حدیث موقوف، یہ بھی مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ایسی بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی۔ اس کی تخریج عبدالرزاق نے کی ہے اور ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن المنذر نے اپنی تفاسیر میں کی ہے اسکی اسناد صحیح بر شرط شیخین ہے۔

سوم: حضرت ثوبان کی حدیث مرفوع، جس کی تخریج بزار نے کی ہے، اور حاکم نے مستدرک میں تخریج کرکے فرمایا کہ صحیح بر شرط شیخین ہے، اور ذہبی نے اسے مقرر رکھا۔

---

[1] [2] [3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ السیوطی المقصد الاول بابِ فجاءۃ امہ الخ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۷۲-۱۷۳

www.alahazratnetwork.org

29/29

وذٰلك لان الامتحان یُوجِب الوقف والقول بشئ یخالفه بید ان تمام ورودہ انما ھو علی الاشاعرۃ الذین اطلقوا القول بالنجاۃ امّا المفصلون من اصحابنا فلھم ان یقولوا ینجو ھذا ویعاقَب ذاك۔ ولٰکن یکون ذٰلك بعد الامتحان۔ ولی ھٰھنا کلام اٰخر فی تحقیق المرام لا اذکرہ لخوف الاطالۃ وغرابۃ المقام فلنرجع الٰی ماکُنّا فیہ۔

وجہ اعتراض یہ ہے کہ جب فیصلہ بعد امتحان ہوگا تو ہم پر توقف لازم ہے، اور کوئی صریح حکم لگا دینا اس کے خلاف ہے، لیکن یہ سارا اعتراض ان اشاعرہ پر ہے جو مطلقاً نجات کے قائل ہیں لیکن ہمارے اصحاب میں سے اہلِ تفصیل یہ جواب دے سکتے ہیں کہ یہ ناجی ہوگا وہ معاقَب۔ لیکن فیصلہ بعدِ امتحان ہوگا — اور یہاں تحقیقِ مقصود میں میرا ایک دوسرا کلام ہے جسے خوفِ طوالت اور اجنبیتِ مقام کے باعث ترک کر رہا ہوں، اب ہم اصلی بحث کی طرف رجوع کریں۔ (ت)

ان دونوں قولوں پر بس حکم کفر کے لئے صراحۃً اختیارِ شرک، یا بر قول آخر باوصفِ مہلتِ تامل، ترکِ توحید کا ثبوت لازم۔ ہم پوچھتے ہیں مخالف کے پاس کیا حجت ہے کہ زمانہ فترت میں حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالٰی عنہا موحدہ یا غافلہ نہ تھیں حالانکہ بہت عورتوں کی نسبت یہی مظنون کما قدمنا عن الزرقانی عن السیوطی (جیسا کہ ہم بحوالہ زرقانی امام سیوطی سے ماقبل میں ذکر کر چکے ہیں۔ ت) مخالف جو دلیل رکھتا ہو پیش کرے اور جب نہ پیش کر سکے تو رجماً بالغیب حکمِ تبعیت پر کیونکر منہ کھول دیا۔ کیا اطلاقِ کفر اور وہ بھی معاذ اللہ ایسی جگہ محض اپنے تراشیدہ اوہام پر ہوسکتا ہے؟ کیا محتمل نہیں کہ وہ اُس وقت بھی ان لوگوں میں ہوں جو بالاتفاق ناجی ہیں؟ تو وَلَد انھیں کا تابع ہوگا اور بالتبع بھی حکمِ کفر ہرگز صحیح نہ ہو سکے گا۔ علامہ شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں مسلم و کافرہ سے مولود بالزنا کی نسبت فرماتے ہیں:

یظھر لی الحکم بالاسلام للحدیث الصحیح کل مولود یولد علی الفطرۃ حتی یکون ابواہ ھما اللذان یھودانہ اوینصرانہ، فانھم قالوا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ

مجھے اس کے مسلمان ہونے کا حکم کرنا ہی سمجھ میں آتا ہے اس لئے کہ حدیث صحیح ہے کہ ہر بچہ دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ماں باپ دونوں ہی اس کو یہودی یا نصرانی بناتے ہیں۔ علماء نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ

www.alahazratnetwork.org

وسلم جعل اتفاقهما ناقلا له عن الفطرۃ فاذا لم یتفقا بقی علی اصل الفطرۃ، وایضا حیث نظروا للجزئیۃ فی تلک المسائل احتیاطا فلینظر الیہا ھنا احتیاطا ایضا، فان الاحتیاط بالدین اولی ولان الکفر اقبح القبیح فلاینبغی الحکم بہ علی شخص بدون امر صریح[1] اھ ملخصا۔

تعالٰی علیہ وسلم نے ماں اور باپ دونوں کے اتفاق کو دینِ فطرت سے منتقل کرنے والا ٹھہرایا۔ تو اگر دونوں متفق نہ ہوں تو بچہ اصل فطرت پر رہے گا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ علمائے جب ان مسائل میں احتیاطاً جزئیت کا لحاظ کیا تو یہاں بھی احتیاطاً لحاظِ جزئیت ہونا چاہئے کیونکہ دین کے معاملہ میں احتیاط ہی اولٰی ہے اور اس لئے بھی کہ کفر سب سے بدتر قبیح ہے تو کسی شخص پر کسی امر صریح کے بغیر حکمِ کفر لگانا مناسب نہیں اھ ملخصاً (ت)

سبحان اللہ! اس جرأت کی کوئی حد ہے کہ مدعا علیہ اسد اللہ الغالب اور دلیل وگواہ مفقود وغائب، انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ ہی کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔ ت)۔

ثانیاً باجماعِ ائمہ اشاعرہ قدست اسرارھم حُسن وقُبح مطلقاً شرعی ہیں۔ تو قبلِ شرع اصلاً کسی شئی کی نسبت ایجاب یا تحریم کچھ نہیں۔ بعض ائمہ ماتریدیہ تمت انوارہم بھی باآنکہ قائل عقلیت ہیں مگر تعرفِ عقل قبلِ سمع کو مستلزمِ حکم وشغل ذمہ مکلف[عہ] نہیں جانتے۔ یہی مذہب امام ابن الہمام نے اختیار فرمایا اور انھیں کی تبعیت فاضل محب اللہ بہاری نے کی۔ مسلم الثبوت و فواتح الرحموت میں ہے:

(عندنا) وعند المعتزلۃ عقلی لکن عندنا من متاخری الماتریدیۃ لایستلزم ھذا الحسن والقبح حکماً

اشیاء کا حُسن وقُبح ہمارے نزدیک اور معتزلہ کے نزدیک عقلی ہے لیکن ہم متاخرین ماتریدیہ کے نزدیک یہ حُسن وقبح بندے کے بارے میں اللہ

عہ یعنی بعض ائمہ ماتریدیہ مانتے ہیں کہ کچھ اشیاء کے حُسن وقُبح کا ادراک عقل سے ہوتا ہے مگر وہ اس کے قائل نہیں کہ شریعت آنے سے پہلے ہی محض عقل کے ادراک پر مکلف بندہ ذمہ دار ہوجائے اور اس پر کسی کام کا کرنا یا نہ کرنا لازم ہوجائے ۱۲ محمد احمد

---

[1] ردالمحتار کتاب النکاح باب نکاح الکافر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۹۴

www.alahazratnetwork.org

من اللہ سبحٰنہ فی العبد فما لم یحکم اللہ تعالٰی بارسال الرسل وانزال الخطاب لیس ھناك حکمٌ اصلاً ومن ھٰھنا اشترطنا بلوغ الدعوۃ فی تعلق التکلیف فالکافر الذی لم تبلغہ الدعوۃ غیر مکلف بالایمان ایضًا ولا یؤاخذ بکفرہ اھ[1] ملخصًا۔

سبحٰنہٗ کی طرف سے کسی حکم کو مستلزم نہیں، تو جب تک اللہ نے رسولوں کو بھیج کر اور خطاب نازل فرما کر کوئی حکم نہ فرمایا یہاں بالکل کوئی حکم نہیں۔ یہیں سے ہم نے کہا کہ مکلف ہونے کا تعلق اس شرط کے ساتھ ہے کہ دعوت پہنچی ہو۔ تو وہ کافر جسے دعوت نہ پہنچی وہ ایمان کا بھی مکلف نہیں اور اس کے کفر پر بھی اس سے مواخذہ نہ ہوگا اھ ملخصاً (ت)

نیز فواتح میں ہے:

حاصل البحث ان ھٰھنا ثلٰثۃ اقوال: **الاوّل** مذھب الاشعریۃ ان الحسن والقبح فی الافعال شرعی وکذٰلك الحکم۔ **الثانی** انھما عقلیان وھما مناطان لتعلق الحکم۔ فاذا ادرك فی بعض الافعال کالایمان والکفر والشرك و الکفران یتعلق الحکم منہ تعالٰی بذمۃ العبد وھو مذھب ھٰؤلاء الکرام و والمعتزلۃ، الّا انّہ عندنا لا تجب العقوبۃ بحسب القبح العقلی کما لا تجب بعد ورود الشرع لاحتمال العفو بخلاف ھٰؤلاء[2]۔

حاصلِ بحث یہ ہے کہ یہاں تین اقوال ہیں: **اول** مذہب اشعریہ کہ افعال کا حسن و قبح شرعی ہے۔ اسی طرح حکمِ افعال بھی شرعی ہے۔ **دوم** حسن و قبح عقلی ہیں اور ان پر تعلقِ حکم کا مدار ہے۔ تو جب بعض افعال میں حکم کا ادراک ہوجائے جیسے ایمان کفر، شرک اور کفران میں تو اللہ تعالٰی کی طرف سے بندے کے ذمہ حکم متعلق ہوجائے گا، یہی ان علمائے کرام اور معتزلہ کا مذہب ہے، مگر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک قبحِ عقلی کے اعتبار سے عقوبت واجب نہیں ہوجاتی جیسا کہ ورودِ شرع کے بعد واجب نہیں کیونکہ عفو کا احتمال ہے بخلاف معتزلہ کے کہ وہ واجب مانتے ہیں۔

الثالث عقلیان ولیسا موجبین للحکم

سوم حسن و قبح عقلی ہیں۔ اور اتنے ہی سے

---

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفی المقالۃ الثانیۃ الباب الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/۲۵

[2] " " " " " " " " ۱/۲۹

www.alahazratnetwork.org

ولاکاشفین عن تعلقہ، وھو مختار الشیخ ابن الھمام وتبعہ المصنف ورأیت فی بعض الکتب وجدت مشائخنا الذین لاقیتھم قائلین مثل قول الاشعریۃ[1] اھ بتلخیص۔

وہ تعلقِ حکم کے موجب یا مُظہر نہیں۔ یہی شیخ ابن الہمام کا مختار ہے اور مصنف نے اسی کا اتباع کیا ہے۔ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا کہ میں نے اپنے ان مشائخ کو جن سے میں نے ملاقات کی ہے اشعریہ کے قول کا قائل پایا اھ بتلخیص۔ (ت)

ان دونوں قولوں پر قبلِ شرع حکم اصلاً نہیں، تو عصیان نہیں، کہ عصیان مخالفتِ حکم کا نام ہے۔

ولذا قال الامام ابن الھمام کیف تحقق طاعۃ اومعصیۃ قبل ورود امر ونھی۔

اسی لئے ابن الہمام نے فرمایا کہ امر و نہی وارد ہونے سے پہلے کسی طاعت یا معصیت کا تحقق کیسے!۔ (ت)

اور جب عصیان نہیں کفر بالاولیٰ نہیں کہ وُہ اخبثِ معاصی ہے اور انتفائے عام مستلزم انتفائے خاص۔ یُوں بھی خود ابوطالب پر تا زمانِ فترت حکمِ کفر نہ تھا، جب کفر کیا تبعیت کا اصلاً محل نہ تھا۔

جماہیر ائمہ ماتریدیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اگرچہ عقل کو مُعرِّفِ حکم مانتے ہیں، مگر نہ مطلقاً کہ یہ تو سفاہتِ سفہائے معتزلہ و روافض وکرامیہ و براہمہ خَذَلَھُمُ اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی ان کو رُسوا کرے۔ ت) ہے۔ بلکہ صرف امثالِ توحید و شکر و ترکِ کفران و کفر وغیرہا امورِ عقلیہ غیر محتاجِ سمع ہیں۔ اس مذہب پر پھر وہی سوال ہوگا کہ حضرت فاطمہ بنت اسد کا زمانِ فترت میں ارتکابِ شرک و اجتنابِ توحید ثابت کرو۔ اگر نہ ثابت کرسکو تو کیا مولی المسلمین ولی رب العٰلمین حبیب سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایسے شنیع لفظ کا اطلاق بے دلیل کر دیا جائے گا؟

ثالثاً اس سب سے تنزل کیجئے اور تا ظہورِ بعثت ان دونوں زن و شو کا کفر مان ہی لیجئے تو اب ایک ذرا نظرِ انصاف درکار کہ امر دوم کا پتّا نہ لگا رہا نہ رہے۔

ناسمجھ بچے کو بہ تبعیتِ والدین یا دار کافر رکھنے کے ہرگز ہرگز یہ معنی نہیں کہ وہ حقیقۃً کافر ہے کہ

---

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفی المقالۃ الثالثۃ الباب الاول منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/۲۹

www.alahazratnetwork.org

یہ تو بداہۃً باطل۔ وصفِ کفر یقیناً اُس سے قائم نہیں، بلکہ اسلام فطری سے متصف ہے کما قدمنا (جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ت) ـــــ یہ اطلاق صرف از روئے حکم ہے یعنی شرعاً اس پر وہ احکام ہیں جو اس کے باپ یا اہلِ دار پر ہیں وہ بھی نہ مطلقاً بلکہ صرف دنیوی مثلاً وہ اپنے کافر مُورِث کا ترکہ پائے گا نہ مسلم کا، کافر وارث کو اس کا ترکہ ملے گا نہ مسلم کو، کافرہ سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے نہ مسلمہ سے، وہ مرجائے تو اُس کے جنازے کی نماز نہ پڑھیں گے، مسلمانوں کی طرح غسل وکفن نہ دیں گے، مقابرِ مسلمین میں دفن نہ کریں گے الٰی غیر ذٰلک من الاحکام الدنیویۃ (اس کے علاوہ دیگر دنیوی احکام۔ت)۔

فتح القدیر میں ہے:

تبعیۃ الابوین او احدھما ای فی احکام الدنیا لا فی العقبٰی[1]

والدین یا ان میں سے کسی ایک کے تابع ہونا یعنی دنیوی احکام میں نہ کہ اُخروی احکام میں۔(ت)

بحرالرائق میں ہے:

اِعلم ان المراد بالتبعیۃ التبعیۃ فی احکام الدنیا لا فی العقبٰی[2]

تُو جان لے کہ تابع ہونے سے مراد دنیاوی احکام میں تابع ہونا ہے نہ کہ اُخروی احکام میں۔(ت)

شرنبلالیہ میں ہے:

التبعیۃ انما ھی فی احکام الدنیا لا فی العقبٰی[3]

تابع ہونا تو محض دنیاوی احکام میں ہے نہ کہ اُخروی احکام میں۔(ت)

درمختار میں ہے:

تبع لہ ای فی احکام الدنیا لا العقبٰی لما مرّ انھم خدم اھل

بچہ والدین میں سے کسی کے تابع ہے یعنی دنیاوی احکام میں نہ کہ اُخروی احکام میں، کیونکہ گزر چکا ہے کہ ان کے بچے جنتیوں کے خادم

---

[1] فتح القدیر باب الجنائز فصل فی الصلوٰۃ علی المیت مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۹۴

[2] بحرالرائق کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلوٰتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۱۹۰

[3] غنیۃ ذوی الاحکام حاشیۃ علی الدرر باب الجنائز میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۶۶

www.alahazratnetwork.org

الجنۃ۔[1]

ہوں گے۔(ت)

اور جب یہ تبعیت صرف احکامِ دنیوی میں ہے تو اس کا ثبوت احکامِ دنیا کے وجود پر موقوف۔ اگر دنیا میں کوئی حکم ہی نہ ہو تو تبعیت کس چیز میں ہوگی؟ اور پُر ظاہر کہ قبلِ بعثت ان امور میں کوئی حکمِ شرعی اصلاً اجماعاً متحقق نہ تھا۔ تو اس وقت تک کسی ناسمجھ بچے کا بہ تبعیت والدین کافر قرار پانا ہرگز وجہِ صحت نہیں رکھتا کہ نہ حکم نازل، نہ تبعیت حاصل۔ ھکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحٰنہ ولی التوفیق (یونہی تحقیق چاہیے اور اللہ سبحٰنہ وتعالٰی توفیق کا مالک ہے۔ت)۔

اس تحقیقِ انیق سے بتوفیق اللہ تعالٰی روشن ہوگیا کہ بحمدہٖ سبحٰنہ تبعاً حکماً اسماً وہماً کسی طرح کسی نوع یہ لفظ شفیع حضرت مولٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنٰی پر صادق نہ ہوا۔ روزِ الست سے ابدالآباد تک ان کا دامنِ ایمان مامَنْ اِس لَوث (آلودگی) سے اصلاً جزماً قطعاً مطلقاً پاک وصاف منزّہ رہا۔ والحمد للہ رب العٰلمین (سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ت)

ھذا کلہ ما فاض علٰی قلب الفقیر من فیض اللطیف الخبیر ۔ واسأل اللہ تعالٰی ان یجعلہ ذریعۃ مقبولۃ لحفظ ایمان ھٰذا الضعیف الحقیر لیوم لقاء الملک الجواد القدیر ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی الکبیر ۔ وصلی اللہ تعالٰی وبارک وسلم علی الامام المؤمن المولی النصیر الشفیع الرفیع المبشر البشیر ۔ وعلٰی اٰلہ وصحبہ واھلہ وحزبہ وعلی مرتضی المرتضٰی الامام الامیر ۔ وعلینا بھم ولھم وفیھم ، اٰمین یا ربنا السمیع البصیر۔

یہ سب وہ ہے جو قلبِ فقیر پر لطیف خبیر کے فیض سے فائض ہوا اور میں اللہ تعالٰی سے سوال کرتا ہوں کہ اس کو بادشاہ جواد قدیر کی ملاقات کے دن تک اس ضعیف حقیر کے ایمان کی حفاظت کا ذریعہ مقبولہ بنا دے، اور کوئی طاقت وقوت نہیں مگر اللہ علی کبیر ہی سے، اور اللہ رحمت و برکت وسلامتی نازل فرمائے امن دینے والے امام، نصرت فرمانے والے مولٰی، بلند شفیع، خوشخبری دینے والے مبشر پر اور ان کی آل، اصحاب، اہلِ جماعت اور علی مرتضٰی امام امیر پر، اور ہم پر ان حضرات کے وسیلہ اور ان کے سبب سے اور ان کے زمرہ میں، قبول فرما اے ہمارے سننے دیکھنے والے رب!

---

[1] الدرالمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۳

www.alahazratnetwork.org

تکمیل بحمد اللہ تعالٰی یہی فضلِ اَجل و اجمل، بلکہ اس سے بھی اعلٰی و اکمل، نصیبِ حضرت امیر المومنین، امام المشاہدین، افضل الاولیاء المحمدیین، سیدنا و مولانا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے۔ حکمِ تبعیت تو انھیں وجوہِ بالا سے باطل۔ چند برس کی عمر شریف ہوئی کہ پرتوشانِ خلیل الٰہی بُت خانہ میں بت شکنی فرمائی۔ ان کے والد ماجد سیدنا ابو قحافہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (کہ وہ بھی صحابی ہوئے) اس زمانۂ جاہلیت میں انھیں بُت خانے لے گئے اور بُتوں کو دکھا کر کہا، ھٰذِہٖ اٰلِھتک الشم العلٰی فاسجد لھا یہ تمھارے بلند و بالا خدا ہیں انھیں سجدہ کرو۔ وہ تو یہ کہہ کر باہر گئے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ قضائے مبرم کی طرح بُت کے سامنے تشریف لائے اور براہِ اظہارِ عجز صنم و جہلِ صنم پرست ارشاد فرمایا، انی جائعٌ فاطعمنی میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔ وہ کچھ نہ بولا۔ فرمایا، انی عارٍ فاکسنی میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر فرمایا، میں تجھ پر پتھر ڈالتا ہوں فان کنت الٰھًا فامنع نفسک اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔ وہ اب بھی نرا بُت بنا رہا۔ آخر بقوتِ صدیقی پتھر پھینکا کہ وہ خدائے گمراہاں منہ کے بل گرا۔ والد ماجد واپس آتے تھے یہ ماجرا دیکھا، کہا: اے میرے بچے! یہ کیا کیا؟ فرمایا، وہی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ وہ انھیں ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس (کہ وہ صحابیہ ہوئیں) لے کر آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا انھوں نے فرمایا، اس بچے سے کچھ نہ کہو، جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا، میں نے سُنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے:

یا امۃ اللہ علی التحقیق ٭ ابشری بالولد العتیق ٭ اسمہٗ فی السماء الصدیق ٭ لمحمد صاحب و رفیق ٭ رواہ القاضی ابو الحسین احمد بن محمد الزبیدی بسندہ فی "معالی الفرش الی عوالی العرش"[1] و قد ذکرنا الحدیث بطولہ فی کتابنا المبارک

اے اللہ کی سچی لونڈی! تجھے خوشخبری ہو اس آزاد بچے کی، اس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے محمد صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے۔ (اسے قاضی ابو الحسین احمد بن محمد زبیدی نے "معالی الفرش الی عوالی العرش" میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور ہم نے پوری حدیث طویل اپنی کتاب "مطلع القمرین فی

---

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری بحوالہ معالی الفرش الی عوالی العرش باب اسلام ابی بکر دار الکتاب العربی بیروت ۶/ ۱۸۷، ۱۸۸

www.alahazratnetwork.org

ان شاء اللہ تعالٰی مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین۔

"مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" میں بیان کیا ہے جو بابرکت (کتاب) ہے اگر اللہ نے چاہا۔ (ت)

۱۶ سولہ برس کی عمر میں حضور پُرنور سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے قدم پکڑے کہ عمر بھر نہ چھوڑے، اب بھی پہلوئے اقدس میں آرام کرتے ہیں، روزِ قیامت دست بدستِ حضور اٹھیں گے، سایہ کی طرح ساتھ ساتھ داخلِ خلدِ بریں ہوں گے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مبعوث ہوئے فوراً بے تامل ایمان لائے، ولہٰذا سیدنا امام ابوالحسن اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

لم یزل ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ بعین الرضا منہ[1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمیشہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خوشنودی میں رہے۔ (ت)

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

اختلف الناس فی مرادہ بھذا الکلام فقیل لم یزل مؤمنا قبل البعثۃ وبعدھا وھو الصحیح المرتضٰی[2]

اس کلام سے امام اشعری کی مراد میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بیانِ مراد میں ایک قول یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مومن رہے، قبلِ بعثت بھی، بعدِ بعثت بھی۔ یہی قول صحیح وپسندیدہ ہے (ت)

امام اجل سیدی ابوالحسن علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکی قدس سرہ الملکی فرماتے ہیں:

الصواب ان یقال ان الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ لم یثبت عنہ حالۃ کفر باللہ کما ثبتت عن غیرہ ممن اٰمن۔ وھو الذی سمعناہ من اشیاخنا ومن یقتدی بہ وھو الصواب ان شاء اللہ تعالٰی[3]

صحیح یہ کہنا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے متعلق کوئی حالتِ کفر ثابت نہ ہوئی جیسا کہ دوسرے ایمان والوں سے متعلق ثابت ہوئی۔ یہی ہم نے اپنے شیوخ اور پیشواؤں سے سُنا ہے اور یہی حق ہے ان شاء اللہ تعالٰی۔ (ت)

---

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری باب اسلام ابی بکر رضی اللہ عنہ دارالکتاب العربی بیروت ۶/۱۸۶

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[3] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

www.alahazratnetwork.org

الحمد للہ یہ اجمالی جواب، موضح صواب، نہم جمادی الاخری روزِ شنبہ کو تمام اور بلحاظِ تاریخ "تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وَصْمَۃ عہد الجاھلیۃ" نام ہوا۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین، وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ وسراج افقہ سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم، وعِلْمُہٗ جل مجدہ اتم وحُکْمُہٗ عزّ شانہٗ احکم۔

اور ہماری دُعا کا اختتام یہ ہے کہ تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اللہ تعالٰی درود نازل فرمائے بہترین مخلوق، اس کے افق کے سراج ہمارے آقا ومولٰی محمد پر، آپ کی آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔ اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ اس کا علم اتم اور اس کا حکم مضبوط ہے۔ (ت)

رسالہ

تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عہد الجاھلیۃ

۱۲ ۱۳ھ

ختم ہوا

مسئلہ ۲۰ از بنارس محلہ پتر کنڈہ مرسلہ مولوی محمد عبد الحمید صاحب (رحمہ اللہ تعالٰی)

۶ رجب ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین ابقاھم اللہ تعالٰی الٰی یوم الدین (اللہ تعالٰی انھیں روزِ جزا تک قائم رکھے۔ ت) اس میں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ ہمیشہ کے مسلمان تھے یا کہ علٰی ما فی تاریخ الخلفاء للسیوطی وردّ المحتار لابن عابدین وجامع المناقب وغیرہ (جیسا کہ امام سیوطی کی تاریخ الخلفاء، علامہ ابن عابدین کی ردالمحتار اور جامع المناقب وغیرہ میں ہے۔ ت) تیرہ یا دس یا نو یا آٹھ برس کے سن میں ایمان لائے ہیں، اور اگر ہمیشہ مسلمان تھے تو پھر ایمان لانا چہ معنٰی دارد۔ بیّنوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل (تفصیل سے بیان کرو اجرِ عظیم دیا جائے گا۔ ت)

الجواب

حضرت امیر المومنین، مولی المسلمین، امام الواصلین، سیدنا علی المرتضٰی مشکل کشا

www.alahazratnetwork.org

کرّم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنٰی اور حضرت امیر المومنین امام المشاہدین افضل الاولیاء المحمدیین سیدنا ومولانا صدیق اکبر عتیق اطہر علیہ الرضوان الاجل الاظہر دونوں حضرات عالمِ ذریت سے روزِ ولادت، روزِ ولادت سے سنِ تمیز، سنِ تمیز سے ہنگامِ ظہورِ پُرنور آفتابِ بعثت، ظہورِ بعثت سے وقتِ وفات، وقتِ وفات سے ابدالآباد تک بحمد اللہ تعالٰی موحد مُوقن ومسلم ومومن وطیب وزکی وطاہر ونقی تھے، اور ہیں، اور رہیں گے، کبھی کسی وقت کسی حال میں ایک لحظہ ایک آن کو لوثِ کفر وشرک و انکار اُن کے پاک، مبارک، سُتھرے دامنوں تک اصلاً نہ پہنچا نہ پہنچے، والحمد للہ رب العٰلمین (سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت)

عالمِ ذریت سے روزِ ولادت تک اسلام میثاقی تھا کہ الست بربکم، قالوا بلٰی[1] (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، انھوں نے کہا کیوں نہیں) روزِ ولادت سے سنِ تمیز تک اسلام فطری کہ کل مولودٍ یولد علی الفطرۃ[2]۔ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے (ت)

سنِ تمیز سے روزِ بعثت تک اسلام توحیدی کہ اُن حضراتِ والاصفات نے زمانۂ فترت میں بھی کبھی بُت کو سجدہ نہ کیا، کبھی غیرِ خدا کو خدا نہ قرار دیا ہمیشہ ایک ہی جانا، ایک ہی مانا، ایک ہی کہا، ایک ہی سے کام رہا۔

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم[3]۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے (ت)

پھر ظہورِ بعثت سے ابدالآباد تک حال تو ظاہر وقطعی ومتواتر ہے والحمد للہ رب العٰلمین (سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت) فقیر غفرلہ اللہ المولی القدیر نے یہ نفیس مطلب بقدرِ حاجت اپنے رسالہ موجزہ تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عہد الجاھلیۃ میں واضح کیا۔

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۷۲

[2] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماقیل فی اولاد المشرکین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۵
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/ ۲۹۲ و جامع الترمذی ابواب القدر ۲/ ۳۶
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۳۳

[3] القرآن الکریم ۶۲/ ۴

www.alahazratnetwork.org

ثم **اقول** وباللہ التوفیق (میں پھر کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے) ظاہر ہے کہ تا اوانِ (وقت) فترت اس زمانِ جاہلیت ومکانِ اُمیّت وہیجانِ غفلت میں سمعیات پر اطلاع کے تو کوئی معنی ہی نہ تھے، اسی طرح نبوت وکتاب کہ وہ لوگ ان امور سے واقف ہی نہ تھے، ولہذا براہِ عجب کہتے: ابعث اللہ بشرا رسولا[1] کیا خدا نے آدمی کو رسول بنایا۔ اور کہتے:

مالِ لھٰذا الرسول یاکل الطعام و یمشی فی الاسواق[2] یہ رسول کیسا ہے کہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔

اور یہ ظاہر کہ حکم بے تصورِ محکوم علیہ محال قطعی۔ تو جس چیز سے ذہن اصلاً خالی اس کی تصدیق وتکذیب دونوں ممتنع عقلی۔

وقد قال تعالٰی: ما انذر اٰباؤھم فھم غٰفلون[3] بے شک اللہ تعالٰی نے فرمایا: ان کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ بے خبر ہیں۔ (ت)

لہذا اُس زمانے میں صرف توحید مدارِ اسلام ومناطِ نجات ونافیِ کفر تھی۔ موحدانِ جاہلیت کا مسئلہ اجماعیہ کسے نہیں معلوم؟ بایں ہمہ وہ اسلام ضروری تھا کہ اُس وقت اُسی قدر ممکن تھا اصلِ دین ومرضیِ ربّ العٰلمین جسے ان الدین عند اللہ الاسلام[4] (بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ ت) فرمایا گیا تمام ایمانیات پر ایمان لانا ہے،

کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ[5] سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو۔ (ت)

بلغیر بعثت وبلوغِ دعوت ناممکن ـــــ اور اس کا بھی فرد اکمل وہ ہے جس کی نسبت ابراہیم خلیل و اسمٰعیل ذبیح صلی اللہ تعالٰی علیہما وسلم نے دعا کی:

ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک[6] اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱۷/ ۹۴
[2] القرآن الکریم ۲۵/ ۷
[3] " " ۳۶/ ۶
[4] " " ۳/ ۱۹
[5] " " ۲/ ۲۸۵
[6] " " ۲/ ۱۲۸

www.alahazratnetwork.org

جس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے،

ھو سمّٰکم المسلمین من قبل [1] — اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں۔ (ت)

یعنی اس نبی کریم افضل المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کی اُمّت مرحومہ میں داخل ہونا — یہ اسلام کا اطلاقِ اخص واکمل واجل واجمل ہے — ان دونوں معنی پر ان حضرات عالیات رضی اللہ تعالٰی عنہما کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ آٹھ یا دس برس کی عمر میں اسلام لائے۔ یہ ارشادِ اقدس سُنتے ہی فوراً بلاتامل مسلمان ہوئے معہذا اس میں ایک سِرّ یہ ہے کہ بعد بعثت وبلوغِ دعوت صرف اُس اسلامِ ضروری پر قناعت کافی ووجہِ نجات نہیں۔ اگر کوئی شخص فترت میں صدہا سال مُوَحِّد رہتا اور بعد دعوت تصدیق نہ کرتا وہ اسلامِ سابق یقیناً زائل ہوکر کافر مخلّد فی النار ہوجاتا — تو جس نے فوراً تصدیق کی اس پر حکمِ اسلام اُس وقت سے تام وقائم ومحکم ومستقر ہوا۔

علاوہ بریں ربّ العزت عزّوجلّ اپنے خلیلِ جلیل سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت فرماتا ہے:

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لربّ العٰلمین [2] — جب اس سے فرمایا اس کے رب نے کہ اسلام لا، بولا میں اسلام لایا رب العالمین کیلئے۔

جب خلیلِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والثناء کو اسلام لانے کا حکم ہونا اور اُن کا عرض کرنا کہ میں اسلام لایا، معاذاللہ اُن کے ایمانِ قدیم واسلامِ مُستمر کا منافی نہ ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم التحیۃ والثناء کی طرف بعد نبوت وپیش از نبوت کبھی کسی وقت ایک آن کے لئے بھی غیر اسلام کو اصلاً راہ نہیں، تو صدیق ومرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما کی نسبت یہ الفاظ کہ فلاں دن مسلمان ہوئے اُس روز اسلام لائے، اُن کے اسلامِ سابق کے معاذاللہ کیا مخالف ہوسکتے ہیں۔

ھذا کلہ واضح مبین۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔ — یہ سب واضح نمایاں ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے کُل جہانوں کا۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۸

[2] " ۲/ ۱۳۱

www.alahazratnetwork.org

بحمد اللہ تعالٰی فقیر کی اس تقریر سے جس طرح روافض کا نفیِ خلافتِ صدیقی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے براہِ عناد و مکابرہ آیۂ کریمہ لاینال عھدی الظّٰلمین[1] (میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ ت) سے سفیہانہ استدلال، جس کا نہ صغرٰی صحیح نہ کبرٰی ٹھیک، ہباءً منثورا ہوگیا، یونہی تفضیلیہ کا وہ باطل خیال کہ "قدمِ اسلام خاصہ حضرتِ مرتضوی کرم اللہ تعالٰی وجہہ ہے لہذا وہ خلفائے ثلٰثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے افضل" مدفوع و مقہور ہوگیا۔

فاقول وباللہ التوفیق (پس میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت) صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لحاظ سے تو یہ تخصیص ہی غلط کہ وہ بھی اس فضل جلیل میں شریکِ حضرت اسد اللہ الغالب، بلکہ انصاف کیجئے تو شریک غالب ہیں اگرچہ دونوں حضرات قدیم الاسلام ہیں کہ ایک آن ایک لحظہ کو ہرگز ہرگز متصف بکفر نہ ہوئے، مگر اسلامِ میثاقی و اسلامِ فطری کے بعد اسلامِ توحیدی و اسلامِ اخص دونوں میں صدیقِ اکبر کا پایہ ارفع و اعلٰی ہے۔ توحیدی میں یوں کہ صدیقِ اکبر کی ایک عمر کثیر اُس زمانۂ ظلمت و جہالت میں گزری۔ ابتداء میں مدتوں حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہِ اسلام پناہ سے دُوری رہی۔ اس پر بچپنے کی کچی سمجھ میں انکے والد ماجد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کہ اس وقت تک مبتلائے شرک تھے اپنے دینِ باطل کی تعلیم دینا، بُت خانے میں لے جاکر سجدۂ بُت کی تفہیم کرنا، غرض رہنما مفقود، رہزنی موجود۔ بایں ہمہ ان کا توحیدِ خالص پر قائم رہنا، اللہ اکبر کیسا اجلّ و اعظم ہے۔ حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنٰی نے آنکھ کھولی تو محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی کا جمالِ جہاں آرا دیکھا، حضور ہی کی گود میں پرورش پائی، حضور ہی کی باتیں سنیں، حضور ہی کی عادتیں سیکھیں، شرک و بُت پرستی کی صورت ہی اللہ تعالٰی نے کبھی نہ دکھائی، آٹھ یا دس سال کے ہُوئے کہ آفتاب جہاں تابِ رسالت اپنی عالمگیر تابشوں کے ساتھ چمک اُٹھا، والحمد للہ رب العٰلمین (اور سب تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔ ت) اسلامِ اخص میں یوں کہ صدیق اکبر نے فوراً اپنا اسلام سب پر ظاہر و آشکار کردیا، ہدایتیں فرمائیں، کفار کے ہاتھوں سے اذیتیں پائیں، جن کی تفصیل ہماری کتاب مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین وغیرہ کتبِ حدیث میں ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۲۴

www.alahazratnetwork.org

اور امیر المومنین مولٰی علی کی نسبت آیا کہ کچھ دنوں اپنے باپ ابوطالب کے خوف سے کہ لازمۂ صغرِ سن ہے اپنے اسلام کا اخفا فرمایا، امام حافظ الحدیث خیثمہ بن سلیمان قرشی و امام دارقطنی و محب الدین طبری وغیرہم حضرت امام حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضرت سیدنا علی مرتضٰی وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

انّ ابابکرٍ سبقنی الٰی اربعٍ لم اوتھن، سبقنی الٰی اِفشاءِ السلام، وقِدَمِ الھجرۃ، ومصاحبتہ فی الغار، واقام الصلٰوۃ وانا یومئذٍ بالشعب، یظھر اسلامہ و اُخفیہ۔ الحدیث[1]

بیشک ابوبکر چار باتوں کی طرف سبقت لے گئے کہ مجھے نہ ملیں: انھوں نے مجھ سے پہلے اسلام آشکارا کیا، اور مجھ سے پہلے ہجرت کی، نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے یارِ غار ہوئے، اور نماز قائم کی اس حالت میں کہ میں ان دنوں گھروں میں تھا۔ وہ اپنا اسلام ظاہر کرتے اور میں چھپاتا تھا۔

امام قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں:

اوّلُ من اسلم علی ابن ابی طالب وھو صبیٌ لم یبلغ الحُلُمَ وکان مستخفیا باسلامہ، واول رجل عربی بالغ اسلم و اظھر اسلامہ ابوبکر بن ابی قحافۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما[2]

سب سے پہلے ایمان لانے والے مذکر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جبکہ آپ بچے تھے اور سنِ بلوغ کو نہ پہنچے تھے وہ اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے، اور سب سے پہلے ایمان لانے والے عربی مرد جنہوں نے اسلام ظاہر کیا وہ ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ہیں۔ (ت)

امام ابوعمر ابن عبدالبر روایت فرماتے ہیں:

سئل محمد بن کعب القرظی عن اول من اسلم علی او ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنھما؟ قال

محمد بن کعب قرظی سے سوال کیا گیا کہ ابوبکر و علی میں سے پہلے اسلام لانے والا کون ہے،

---

[1] المواہب اللدنیہ بحوالہ خیثمہ بن سلیمٰن ذکر اول من اٰمن اسلام علی رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۲۱۸ و ۲۱۹

[2] " " " " " " " " " " ۱/ ۲۱۸

www.alahazratnetwork.org

سبحان اللہ علیؓ اولھما اسلاماً وانما شبّہ علی الناس لان علیاً اخفی اسلامہ من ابی طالب واسلم ابوبکر فاظھر اسلامہ[1]۔

تو انھوں نے کہا سبحان اللہ ان دونوں میں سے حضرت علی پہلے اسلام لائے مگر انھوں نے اسلام کو اپنے والد سے پوشیدہ رکھا جس وجہ سے ان کا اسلام لوگوں پر مشتبہ رہا جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔ (ت)

ولہذا احادیثِ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و آثار صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت کہ صدیق کا اسلام سب کے اسلام سے افضل، اور ان کا ایمان تمام امت کے ایمان سے ازید واکمل ہے کما بیّنّاہ فی کتابنا المذکور المبارک ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ ہم نے اس کو بیان کردیا ہے کتاب مذکور میں جو ان شاء اللہ بابرکت ہوگی۔ ت)

رہے امیر المومنین فاروق و امیر المومنین غنی رضی اللہ تعالٰی عنہما مذہب جمہور اہلسنت میں امیر المومنین حیدر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے تو وہ دونوں افضل اور امیر المومنین صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ اگرچہ سب سے افضل مگر اس وجہ سے افضل نہیں کہ یہ قدیم الاسلام ہیں وہ جدید الاسلام، کہ یہ فضل جزئی ہے جو مفضول کو بھی افضل پر مل سکتا ہے۔ فضلِ کلی اور شئی ہے جس کی تحقیق انیق ہم نے کتاب مذکور میں ذکر کی۔ قدمِ اسلام اگر موجبِ افضلیت ہو تو لازم آئے کہ من و تو زید و عمرو کہ بعونہ تعالٰی باپ دادا پردادا پشت ہا پشت سے مسلمان چلے آتے ہیں۔ عمر و عثمان، ابوذر و سلمان و حمزہ و عباس وغیرہم صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے معاذ اللہ افضل ٹھہریں، تو اس بنا پر دعوی افضلیت محض جہالت اور فضل جزئی و کلی کے تفرقہ سے غفلت ہے۔

واللہ الھادی و ولی الایادی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم و علمہ جلّ مجدہ اتم واحکم۔

اللہ تعالٰی ہدایت دینے والا اور نعمتوں کا مالک ہے اور اللہ سبحانہ وتعالٰی خوب جانتا ہے اور اس کا علم اتم اور مستحکم ہے۔ (ت)

مسئلہ ۲۱: از بنارس محلہ کندی گدھ ٹولہ مسجد بی بی راجی شفاخانہ مرسلہ مولوی حکیم عبدالغفور صاحب ۱۴ رجب ۱۳۱۲ھ

ما قولکم ایھا العلماء ابقاکم اللہ تعالٰی

اے علماء کرام اللہ تعالٰی یوم جزا تک آپ کو باقی

---

[1] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ترجمہ ۱۸۷۵ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۳/ ۱۹۹

www.alahazratnetwork.org

الٰی یوم الجزاء فی المسئلۃ التی نرسل الیکم۔ رکھے آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں جو ہم آپ کی طرف بھیج رہے ہیں۔(ت)

زید کہتا ہے چونکہ علی مرتضٰی نے آٹھ دس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا اور اس سے پہلے کبھی دامن پاک آپ کا نجاستِ شرک وکفر سے آلودہ نہیں ہوا اور حدیث شریف:

کل مولود یولد علی الفطرۃ۔[1] ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے (ت)

دلالت کرتی ہے کہ کُل بچے کا دین اسلام ہے۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جناب علی مرتضٰی ہمیشہ سے مسلمان تھے۔ عمرو کہتا ہے کہ جب علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے آٹھ دس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا تو یہ کہنا کہ آپ ہمیشہ سے مسلمان تھے محض غلط ہے۔ بیّنوا توجروا (بیان کرو اجر دیئے جاؤ گے۔ت)

الجواب

قولِ زید حق ومقبول وزعمِ عمرو باطل ومخذول ہے۔

کما حققنا بتوفیق اللہ تعالٰی فی "تنزیۃ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عہد الجاھلیۃ۔" جیسا کہ ہم نے "تنزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمۃ عہد الجاھلیۃ" میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے اس کی تحقیق کردی ہے۔ (ت)

ہاں عبارتِ زید میں یہ لفظ قابلِ گرفت ہے کہ "ہم کہہ سکتے ہیں" اس سے بُوئے ضعف آتی ہے بلکہ یُوں کہنا چاہئے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں، ہم بالیقین کہتے ہیں:

الحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ۔[2] سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا۔ (ت)

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب ماقیل فی اولاد المشرکین قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۸۵
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی ذراری المشرکین آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۲۹۲
جامع الترمذی ابواب القدر باب ماجاء کل مولود یولد علی الملۃ امین کمپنی دہلی ۲/۳۶
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرۃ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۲۳۳

[2] القرآن الکریم ۷/۴۳

www.alahazratnetwork.org

بیشک حضرت مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنٰی ہمیشہ سے مسلمان صحیح الایمان تھے اور بیشک انھوں نے آٹھ دس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا، ان دونوں باتوں میں اصلاً تنافی نہیں۔ یہ اسلامِ متاخر وہ ہے جس کا ذکر (اللھم صل علٰی علم الایمان اصل الایمان عین الایمان وآلہ وسلم۔ اے اللہ درود وسلام نازل فرما علامتِ ایمان، اصلِ ایمان، عینِ ایمان پر اور آپ کی آل پر۔ ت)

آیۂ کریمہ:

ماکنت تدری ماالکتٰب ولا الایمان ولکن جعلنٰہ نورًا[1] الاٰیۃ۔

اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکامِ شرع کی تفصیل، ہاں ہم نے اسے نور کیا۔ (ت)

یعنی اسلام خاص زمانِ بعثت کہ کتاب ورسول پر ایمان اور عقائدِ سمعیہ کے اذعان پر مشتمل ہو۔ یہ بے شک بعدِ بعثت حاصل ہُوا۔ اس کا حدوث قِدمِ اسلامِ توحیدی کا منافی نہیں،

کمالایخفٰی علٰی من کان لہ قلب او القی السمع وھو شھید۔

جیسا کہ یہ پوشیدہ نہیں اُس شخص پر جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔ (ت)

تفسیر کبیر میں زیر آیۂ کریمہ منجملہ وجوہِ تاویل مذکور:

الرابع الایمان عبارۃ عن الاقرار بجمیع ماکلف اللہ تعالٰی بہ وانہ قبل النبوۃ ماکان عارفا بجمیع تکالیف اللہ تعالٰی بل انہ کان عارفا باللہ تعالٰی وذٰلک لاینافی ماذکرناہ۔ الخامس صفات اللہ تعالٰی علٰی قسمین منھا مایمکن معرفتہ بمحض دلائل العقل ومنھا مالایمکن معرفتہ الا بالدلائل السمعیۃ، فھذا القسم الثانی لم تکن معرفتہ حاصلۃ قبل النبوۃ۔[2]

وجہ چہارم ایمان ان تمام چیزوں کے مان لینے کا نام ہے جن کا اللہ تعالٰی نے بندوں کو مکلف بنایا، اور حضور قبلِ نبوت اللہ تعالٰی کے عائد کردہ تمام احکام وتکالیف سے واقف نہ تھے بلکہ وُہ خداوند تعالٰی کے عارف تھے اور یہ اس کے منافی نہیں جو ہم نے ذکر کیا (کہ قبل وحی بھی انبیاء کا کفر سے منزہ ہونا اجماعی ہے)۔ وجہ پنجم، صفاتِ الٰہی کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ جن کی معرفت عقلی دلیلوں سے ہوسکتی ہے (۲) وہ جن کی معرفت سمعی دلیلوں کے بغیر ممکن نہیں۔ تو اسی قسم دوم کی معرفت قبلِ نبوت نہ تھی۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۴۲/ ۵۲

[2] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت الآیۃ ۴۲/ ۵۲ المطبعۃ البھیۃ المصریۃ مصر ۲۷/ ۱۹۱

www.alahazratnetwork.org

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے:

ای الایمان بتفاصیل مافی تضاعیف الکتاب من الامور التی لاتھتدی الیھا العقول لا الایمان بما یستقبل بہ العقل والنظر، فانّ درایتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لہ مما لاریب فیہ قطعاً۔[1]

اس آیت میں ایمان سے مراد اُن امور کی تفصیلات پر ایمان ہے جو کتاب کے وسیع صفحات میں مندرج ہیں جن تک از خود عقلوں کی رسائی نہیں، ان امور سے متعلق ایمان کی نفی مراد نہیں جن کو عقل وفکر خود جان لیتی ہے اور کتاب وغیرہ کی محتاج نہیں ہوتی، قبل نبوت بھی اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آشنا ہونے میں قطعاً کوئی شک وشبہ نہیں۔ (ت)

اسی کے قریب قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی نے شفا شریف میں نقل کرکے فرمایا: وھو احسن وجوھہ[2] (وجوہِ تاویل میں یہ سب سے عمدہ ہے۔ ت) واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

رسالہ

تنزیہ المکانۃ الحیدریہ عن وصمۃ عھد الجاھلیہ

ختم ہوا

---

[1] ارشاد العقل السلیم تحت الآیۃ ۴۲/۵۲ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸/۳۸

[2] الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی فصل واما عصمتھم من ھذا الفن قبل النبوۃ المطبعۃ الشرکۃ الصحافیۃ ۲/۱۰۵